رباعیات

(فیض ابن فیضی)

ہستی کی گرہ کو کھول سکتی ہے پیاسے
تریاق سبو میں گھول سکتی پیاسے
دیکھے ہیں یہاں اس نے تماشے کیا کیا
اے کاش نگاہ کھول سکتی پیاسے

افراد غلط، نسلوں کی نسلیں جھوٹی
کاغذ پہ اتاری ہوئی نقلیں جھوٹی
کیا فیصلہ کرتے ہو مرے دیدہ ورو!
یہ آئینے جھوٹے ہیں کہ شکلیں جھوٹی

پھولوں کو مہکنے کی سزا دیتے ہیں
مرہم کو جراحت کا صلا دیتے ہیں
اس دور کے ٹھہرے ہیں مسیحا وہ لوگ
جو روح کو زخموں کی قبا دیتے ہیں

گلپوش پہ شخصیتیں، گلشن چہرے
یہ نرم و حسیں، نور کا درپن چہرے
دیکھو کہ ضمیروں کی سیہ فامی کو
کس طرح چھپاتے ہیں یہ روشن چہرے

کتنا ہی کٹھن راستہ ہو تھکتے نہیں
ذرہ سہی، سورج کی طرف تکتے نہیں
سیکھی نہیں وضع سپر اندازی
ہم ٹوٹ تو سکتے ہیں پہ جھک سکتے نہیں

بے مائگی ذہن و نظر جاری ہے
بے رہروی نوعِ بشر جاری ہے
یہ دورِ بصیرت ہے مگر کیا کہیے
منزل تو ہے قدموں میں سفر جاری ہے